پوزیشن ہولڈر
Position Holder
از رشنا عزیز
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

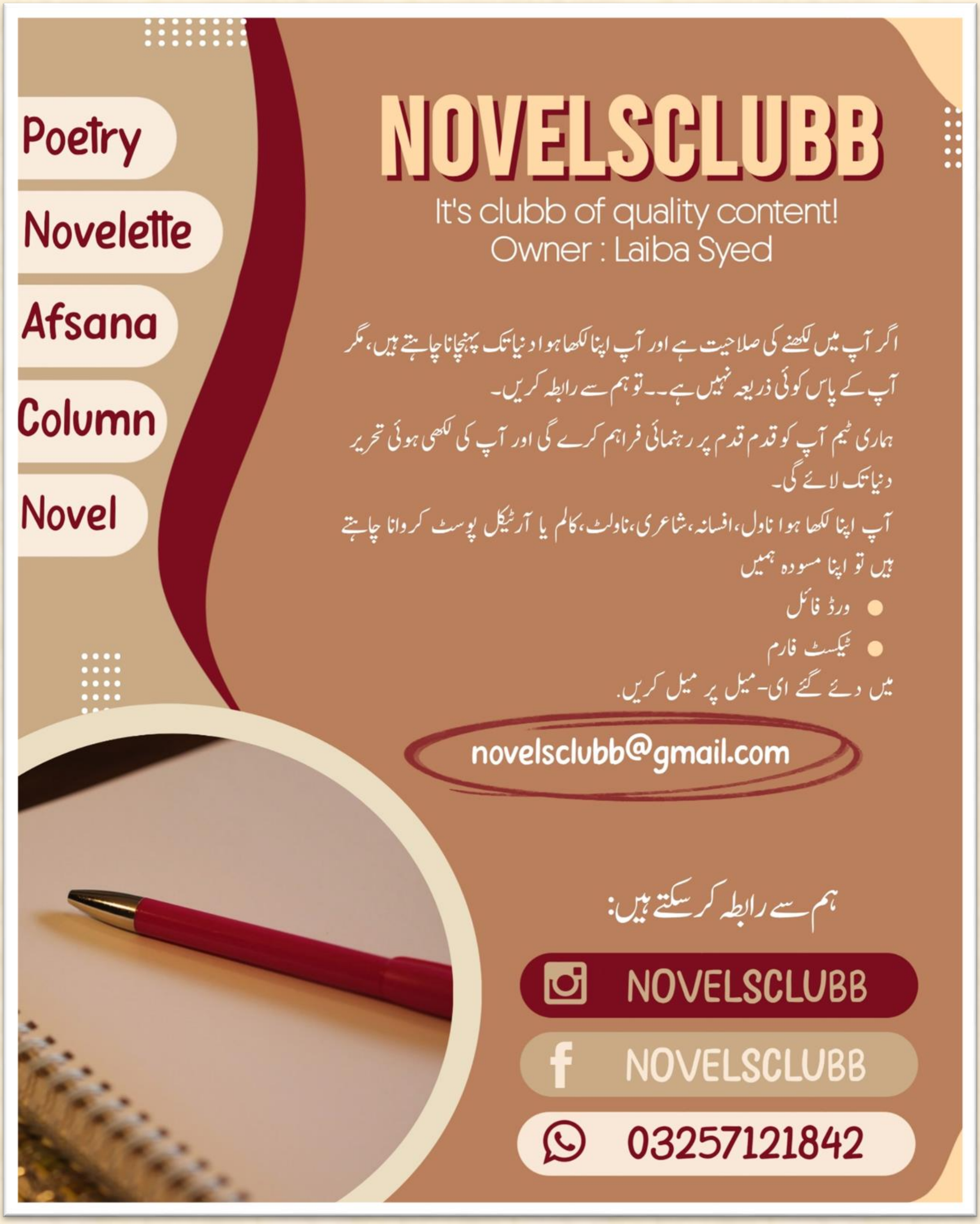
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

پوزیشن ہولڈر

از قلم

رشنا عزیز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عنوان:۔پوزیشن ہولڈر

از:۔رشنا عزیز

"زندگی بھی کیسے عجیب کھیل کھیلتی ہے۔" یہ جملہ آپ اکثر سنتے رہتے ہیں۔کیا کھیل کھیلتی ہے زندگی؟ کتنی آسانی سے اپنی کی گئی غلطیوں کا ذمے دار ٹھہرا دیتے ہیں ہم زندگی کو۔ قصور اپناء غلطیاں اپنی اور الزام سارا زندگی کے کاندھوں پر۔زندگی دراصل کھیل نہیں ہے ۔زندگی امتحان ہے۔ایک ایسا امتحان جس میں آپ کوئی بھی چیٹنگ کریں گے تو معاملہ اللہ کی عدالت میں جائے گا اور سزا اور جزا بھی منصفانہ ہوگی۔جس کی جتنی غلطی اس کی اتنی سزا۔ایک غلطی مجھ سے بھی ہوئی تھی۔زندگی کی سب سے بڑی غلطی۔جس اب میں آنسو بہانے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی۔کیا کروں زندگی نے کھیل ہی ایسا کھیلا میرے ساتھ۔دیکھا ڈال دی نا اپنی غلطی میں نے بھی زندگی کے کاندھوں پہ۔

****

میں یعنی میڈم کشمالہ گوہر گورنمنٹ ہائی اسکول کی پرنسپل تھی۔اپنے عہدے کے ساتھ وفا دار ایک نرم مزاج عورت۔ لیکن رعب اتنا تھا کہ پورا اسکول مجھے جھک کر سلام کرتا تھا۔میرا اسٹاف میری بہت عزت کرتا تھا۔نہ صرف اسکول بلکہ گھر میں بھی میرا الگ ایک رعب تھا۔ڈبل ایم اے ،ٹاپر اور سگھڑ،ہر طرح کے گن موجود تھے میرے اندر۔اپنی ان خصوصیات نے کہیں اندر سے مجھے مغرور بنا دیا تھا۔کم پڑھے لکھے لوگ مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے تھے اور یہاں تک میں ان سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔اسی لیے میں نے شادی بھی ایسے شخص سے کی جو میرے برابر کے تھے۔وہ بھی گورنمنٹ کالج میں ہیڈ تھے۔سسرال میں بھی میں نے اپنا الگ مقام بنایا۔گھر اور نوکری میں نے دونوں چیزوں کو مینٹین کر رکھا تھا۔سگھڑ ہونے کی وجہ سے کبھی سسرال والوں کو مجھ سے شکایت نہیں ہوئی۔میرا ایک بیٹا قاسم اور ایک بیٹی حنا تھی۔غرض کہ بس زندگی میں ایک ٹھہراؤ سا تھا۔لیکن طوفان بھی آپ کی زندگی میں وہ آجائے جسے آنے کی دعوت بھی آپ نے خود دی ہو تو پھر سارا الزام زندگی کے سر کیوں؟

****_****_******

میرے اسکول میں دو بچیاں تھیں حرا اور عالیہ۔دونوں میں بہت گہری دوستی تھی اور کلاس فیلوز تھیں۔پڑھائی میں تو وہ اول تھیں ہی ساتھ ہی غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی آگے رہتی تھیں۔یہی وجہ تھی کہ میری خاص نظران دونوں پر رہتی تھی۔عالیہ کی نسبت حرا پڑھائی میں زیادہ اچھی تھی۔فرق بس اتنا تھا کہ حرا اول آتی تھی اور عالیہ ہمیشہ دوسرے نمبر پر۔صرف چند نمبروں کا فرق ہوتا تھا۔اور یہی وجہ تھی کہ عالیہ کی نسبت حرا مجھے زیادہ پسند تھی۔میٹرک میں بھی حرا نے ٹاپ کیا اور عالیہ کی دوسری پوزیشن تھی لیکن مجھے ہمیشہ غرض تھا پہلی پوزیشن سے۔عالیہ میرے پڑوس میں رہتی تھی۔مڈل کلاس لوگ تھے ۔گھر اپنا تھا لیکن عالیہ کی ماں پانچویں پاس تھی بس۔اور یوں مجھے ان کے گھر جانا خاص پسند نہیں تھا ۔جبکہ حرا میرے میکے کے خاندان سے تھی جو سب اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے ۔

****

میرا بیٹا پڑھ لکھ کر پائلٹ بن رہا تھا اور میں خاندان بھر میں ناک اونچا کر کے چلتی تھی۔مجھے اب اسکی شادی کی فکر تھی۔میں نے جب شادی کے بارے میں اس سے پوچھا کہ آیا اسے

کوئی پسند ہے تو بتائے۔ اور اس نے جب میرے سامنے عالیہ کا نام لیا تو میرے سر پر لگی اور تلوں پر بجھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ خوبصورت نہیں تھی۔ بلاشبہ وہ بہت حسین نازک سی لڑکی تھی لیکن ایک تو اس کی ماں پڑھی لکھی نہیں تھی اور دوسرا وہ ٹاپر نہیں تھی اور مجھے چاہیے تھی پوزیشن ہولڈر بہو۔ عالیہ نے بی اے کے بعد پڑھائی چھوڑ دی تھی کیونکہ وہ اکلوتی تھی اور اس کی ماں بیمار رہتی تھی تو یوں اس نے سارا گھر سنبھال رکھا تھا لیکن میں نے آج تک ان کے گھر جھانک کر نہیں دیکھا تھا۔ خیر تو میں نے اپنے بیٹے کو اسی وقت انکار کر دیا اور یہ بھی نہیں دیکھا کہ اس کا چہرہ کیسے بجھ گیا تھا۔

تمہیں پوری دنیا یہی ایک لڑکی ملی تھی جس کی ماں گنوار ہے۔" میں نے اتنی حقارت سے کہا اور میرا بیٹا بنا کچھ کہے اٹھ کر چلا گیا۔ میری بیٹی بھی اس وقت انگلش لٹریچر میں ماسٹرز کر رہی تھی۔ میں نے اس کو گھر کے کاموں کی عادت نہیں ڈالی تھی وہ بس اعلیٰ ڈگری لے میرا یہی ایک خواب تھا۔

++++++++++

اب میں نے خود قاسم کے لیئے لڑکیاں تلاش کرنا شروع کیں۔اور ایک دن مجھے وہ گوہرِ نایاب مل ہی گیا۔یہ وہی تھی حرا جو پوزیشن ہولڈر تھی۔اور اب وہ ڈبل ماسٹرز کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج میں بطورِ لیکچرر اپنی خدمات پیش کررہی تھی۔مجھے اور کیا چاہئے تھا چٹ منگنی پٹ بیاہ کرواکر میں اسے اپنے قاسم کی دلہن بناکر لے آئی۔وہ چاند جب میرے آنگن میں اترا تو اسکی روشنی سے سارا گھر روشن ہو گیا اس وقت میری یہی کیفیت تھی۔اب اس چاند نے کب تک اس گھر کو روشن رکھنا تھا اس بات سے میں بے خبر اپنی بہو کے واری صدقے جارہی تھی۔لوگوں کی داد وصول کرتے گردن اکڑا کر میں سب سے کہتی پھر رہی تھی کہ میری بہو پوزیشن ہولڈر ہے۔

++++++++++++

کچھ دن تو ایسے ہی ہنسی خوشی گزرتے رہے لیکن میرا بیٹا اب کم ہی بات کیا کرتا تھا۔فلائیٹ کی وجہ سے وہ کم ہی گھر پر ہوا کرتا تھا۔حرا کی چھٹیاں بھی ختم ہو گئی تھیں۔میں ریٹائرمنٹ لے چکی تھی اس لیئے اب گھر ہی ہوتی تھی۔حرا نے کالج جانا شروع کیا اور ساتھ ہی اپنے رنگ ڈھنگ دکھانا شروع کردیئے۔صبح کالج جانے سے پندرہ منٹ پہلے وہ سو کر اٹھتی خوب میک

اپ اور ڈیزائنر جوڑے میں تیار ہو کر بنا کوئی سلام دعا کیئے چلی جاتی۔ واپسی پر اپنے میکے جاتی اور شام ڈھلے لوٹتی۔ کیونکہ شادی کے شروع کے دن تھے اس لیے میں نے زیادہ دھیان نہیں دیا۔ لیکن جب شادی کو تین ماہ گزرے اور اس کا یہی معمول رہا تو میں نے اس سے بات کرنے کا سوچا۔ "بیٹا! کچھ وقت گھر کو بھی دے دیا کرو ، ہمیں اپنے ہاتھ کا ذائقہ چکھاو تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہماری بہو کھانا کیسا بناتی ہے۔" میں نے نہایت پیار سے اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"لیکن مجھے کھانا بنانا نہیں آتا اور نہ ہی کبھی بناؤں گی آپ خود بنالیا کریں۔" اس کے کرخت لہجے پر میری آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھیں۔ لیکن میں نے خود پر ضبط رکھا اور اگلی بات کی۔ "چلو کوئی بات نہیں ، لیکن بیٹا شوہر کے کام تو بیوی کو کرنے ہوتے ہیں ، تم قاسم کے کام دیکھ لیا کرو اس کے کپڑے ، جوتے اور کھانا پینا۔"

"دیکھیں آنٹی وہ آپکا بیٹا ہے نا ، پہلے بھی اس کے کام آپ ہی کرتی تھیں تو اب کیا مسئلہ ہے اور ویسے بھی میں کوئی نوکرانی نہیں ہوں اپنا کماتی ہوں اگر آپ سے نہیں ہوتا تو میڈ رکھ لیں

لیکن مجھ سے ایسی کوئی امید مت رکھئے گا۔" مجھے حیرت زدہ چھوڑ کر وہ پیر پٹخ کر چلی گئی۔اور میں سر پکڑنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

++++++++++++

اس کے روز و شب اسی طرح گزرتے تھے اور میں پیچ و تاب کھاتہ رہتی تھی۔ان دنوں میری بیٹی کے رشتے آرہے تھے اور ایک رشتہ مجھے معقول لگا تو میں نے اس کی شادی کر دی۔جہیز میں ڈھیر ساری ٹرافیاں اور ڈگریاں دے کر اسے رخصت کیا اور کمی رہ گئی تو بس گھر داری کی جو اس کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے چکروں میں اسے سکھانا بھول گئ۔جب میری بیٹی ہی ایسی پھوہڑ ہو گی تو کسی کی بیٹی میں کیڑے میں کیونکر نکال سکتی تھی۔اسکی شادی ایک سال بھی نہ چل سکی کیونکہ اس کے سسرال والوں کو ڈگریوں سے کوئی مطلب نہیں تھا اور گھر داری میری بیٹی کو آتی نہیں تھی۔شادی کے آٹھویں مہینے ہی وہ طلاق کا طوق گلے میں ڈال کر واپس آگئ۔قاسم کو اس وقت پہلا بیٹا ہوا تھا۔اب میری بہو کو مفت کی ملازمہ میسر آگئی۔اپنا بیٹا اس سے خود سنبھالا نہیں جاتا تھا تو اس نے بچے کی ساری ذمے داری حنا کے کاندھوں پر ڈال

دی۔جب میں نے بازپرس کرنے کی کوشش کی تو جو جواب مجھے ملا تو اس کے بعد میں کچھ کہنے کے قابل نہ رہی۔

"اگر اپنی اس طلاق یافتہ بیٹی کو اس گھر میں رکھنا ہے تو وہ ہی کرنا ہوگا جو میں چاہوں گی۔"

"بی بی یہ میرا گھر ہے میرے مرحوم شوہر کا۔"

"ہوگا آپ کے شوہر کا لیکن چلتا میرے شوہر کی کمائی سے ہے۔"

"غالباً تمہارا شوہر میرا بیٹا ہے۔"

"لیکن آپکے اس بیٹے کو میں نے ہمیشہ آپ سے خفا ہی دیکھا ہے۔"ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ آج اگر میں اپنے بیٹے کی شادی اس کی پسند سے کر دیتی تو وہ خوش ہوتا۔گھر سے باہر رہنے کے بہانے نہ ڈھونڈتا۔

++++++++

میں نے کافی سوچ بچار کے بعد قاسم سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ایک دن جب میں نے اسے ساری بات بتائی تو اس کے جواب میں اس نے بس اتنا کہا۔

"امی! آپ اپنی پسند سے بہو لائیں تھیں تو اب آپ نے ہی ساری زندگی اسے جھیلنا ہے میں کچھ نہیں کر سکتا" اور میں لاجواب ہو گئ۔ میرا ارادہ تھا کہ ان دونوں کی طلاق کروا کر عالیہ سے قاسم کی شادی کروادوں لیکن بیٹے کی وجہ سے قاسم اب حرا کو طلاق بھی نہیں دے سکتا تھا۔ان دنوں پڑوس سے مجھے معلوم ہوا کہ عالیہ کی شادی ہو گئ ہے۔اب میرے پاس صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔زندگی بہت بری ڈگر پر چل نکلی تھی۔میری وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ پوزیشن ہولڈر بہو ایک دن میرے بیٹے کو لے کر الگ ہو گئ اور میں آنسو بھی نہ بہا سکی۔ پیچھے میں اور حنا رہ گئے۔ میری پینشن آتی تھی اور حنا نے اپنی نوکری دوبارا شروع کر کی اور ہمارا اچھا گزر بسر ہونے لگا۔

++++++++++

ایک دن میری پرانی کولیگ کے گھر قرآن خوانی تھی چونکہ میرے تعلقات اس سے بہت اچھے تو اس نے خاص طور سے مجھے آنے کا کہا۔اپنے غموں کا ٹوکرا سر پر اٹھائے میں چل دی۔اس کا گھر پوش علاقے میں تھا۔پر کشش بنگلوں سے سجی وہ سڑک دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کرتی تھیں۔جب اس کے بنگلے کے پاس میرا رکشہ رکا تو میری نظر برابر والے

بنگلے پر پڑی بنگلہ تھا کہ کوئی محل اندازہ کرنا مشکل تھا۔اس کے مکینوں کی زندگیوں پر رشک کرتی ہوئی میں رکشہ سے اتر کر اندر چلی گئی۔بلاشبہ ثمرہ(میری کولیگ)کا بنگلہ بھی کسی سے کم نہیں تھا۔اس نے بٹھانے کا انتظام بڑے سے ہال میں کیا ہوا تھا۔طرح طرح کی ہائی سوسائٹی کی عورتیں وہاں موجود تھیں۔میں سرسری سی نگاہوں سے سب کا جائزہ لے رہی تھی تبھی میری نظر ایک چہرے پہ آ کے ساکت ہو گئیں۔پہلے تو مجھے وہم لگا لیکن جب اس کے پاس بیٹھی عورت نے اس کا نام لیا تو مجھے یقین کرنا ہی پڑا کہ وہ عالیہ تھی۔جدید تراش خراش کے ڈیزائنر جوڑے میں ،کلائیاں سونے کی چوڑیوں سے بھری انگلی میں ہیرے کی انگوٹھی نفاست سے تیار ہوئی وہ کہیں کی شہزادی لگ رہی تھی لیکن وہ یہاں کیسے؟اس کا تعلق تو انتہائی مڈل کلاس گھرانے سے تھا۔تجسس مجھے اس تک کھینچ لے گیا۔میں نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے اسے مخاطب کیا تو پہلی نظر میں ہی مجھے پہچان گئی۔اس کے چہرے سے خوشی واضح جھلکتی تھی۔میں نے اس سے یہاں ہونے کی وجہ پوچھیں تو اس نے انتہائی نرم لہجے میں بتایا کہ وہ پاس میں ہی رہتی ہے۔خیر جیسے ہی قرآن خوانی ختم ہوئی سب اٹھ کر جانے لگے تو وہ میرے پاس آئی اور اپنے ساتھ چلنے پر اسرار کیا میں پہلے ہی اس کے اس علاقے میں ہونے کی وجہ جاننا چاہتی تھی تجسس کے مارے اس کے ساتھ چل دی۔جب وہ اسی محل نما بنگلے کے

سامنے رکی تو میری ایک عجیب ہی کیفیت تھی۔ میں اس کی تقلید میں چلتی ہوئی بنگلے کے اندر داخل ہوئی۔ وسیع و عریض لان سے گزر کر کار پورچ تھا جہاں مہنگی ترین گاڑیاں اپنی پوری شان کے ساتھ کھڑی تھیں۔ پورچ سے ہوتے ہوئے لکڑی کے عالیشان دروازے سے اندر آؤ تو بہت بڑا ہال تھا جو اتنی نفاست سے سجایا گیا تھا کہ یہاں کے مکینوں کی نفیس طبیعت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ میں ابھی بھی عالیہ کی یہاں موجودگی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہاں وہ دو کمروں کا معمولی سا مکان اور کہاں یہ محل۔ وہ شائستگی سے میرے آگے چلتی ہوئی جا رہی تھی۔ سامنے وہیل چیئر پر ایک معمر خاتون آتی دکھائی دی تو عالیہ نے دور سے ہی انہیں نہایت شفقت سے سلام کیا اور آگے بڑھ کر ان خاتون کے گال چومے۔ اور وہیل چیئر کے ہینڈل خود پکڑ کر انہیں میرے قریب لائی۔ اس نے اس خاتون سے میرا تعارف کروایا تو اس خاتون نے مجھے عالیشان صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔ مجھے عالیہ کی یہاں موجودگی کی وجہ جاننے کی جلدی تھی۔ اس خاتون کے کان کے پاس سرگوشی میں کچھ کہتی وہ وہاں سے دائیں جانب بنی راہداری کی طرف چلی گئی۔ خاتون کے چہرے پر بلا کا اطمینان و سکون تھا۔ جب میں نے ان سے عالیہ کی بابت پوچھا تو اس نے بتایا کہ عالیہ اس کی اکلوتی بہو ہے اور میرے سر پر دھماکے ہوئے۔ ایسا

کیسے ہو سکتا تھا۔میں نے ان سے سوال کیا کہ کیسے ملی انہیں عالیہ ؟"کیا آپ کے بیٹے کی پسند تھی؟میرے پوچھنے پر وہ مسکرائی اور سر نفی میں ہلایا۔وہ بتانے لگی۔

"میرا بیٹا شہر کے سب سے بڑے ہسپتال میں سر جن ہے۔ان دنوں مجھے فالج ہوا تو میں ہسپتال میں داخل تھی۔مجھے تنہائی سے وحشت ہوتی تھی تو میں نے رضا یعنی اپنے بیٹے سے کہا کہ میں ہسپتال اسی صورت رہوں گی جب تم مجھے وارڈ میں بیڈ دو گے جہاں کم حیثیت کے مریض ہوتے ہیں۔کم سے کم وہاں رونق تو ہو گی۔رضا نے میری بات مان کر مجھے بھی وارڈ میں شفٹ کر دیا۔میرے ساتھ والے بیڈ پہ ایک خاتون تھیں جو کافی بیمار تھیں۔ان کے ساتھ ایک لڑکی ہوتی تھی بے ضرر سی معصوم عالیہ مجھے پہلی نظر میں ہی وہ اچھی لگی وہ جس طرح اپنا آرام بھلائے دن رات اپنی ماں کی خدمت کر رہی تھی تو اس کی ماں میری آنکھوں کے سامنے ہی جلد ٹھیک ہو گئی۔ساتھ ہی ساتھ وہ میرا بھی خیال رکھتی مجھے اٹھانا ء بٹھانا ء دوائیں کھلانا۔وہ اف تک نہیں کرتی تھی۔مجھے وہ اتنی اپنی سی لگنے لگی تو میں نے اسے اپنی بیٹی بنانے کا فیصلہ کیا۔میرا بیٹا جس وقت میرے پاس آیا تو میں نے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا رضا نے ایک نظر اٹھا کر عالیہ کو دیکھا اور مسکرا کر میرے ہاتھ چوم لیے میں اس کی بات سمجھ گئی۔میں نے ہسپتال میں ہی اس کا رشتہ مانگ لیا۔عالیہ کے باپ نے ہاں کر دی یوں

عالیہ میری بیٹی بن کر میرے گھر آ گئی۔ جلد ہی مجھے اس بات کا احساس ہو گیا کہ میرا فیصلہ غلط نہ تھا۔از بچی نے جس طرح گھر جو سنبھالا شاید ہی کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ یا ورکنگ ویمن سنبھالتی ۔نوکروں کے ہوتے ہوئے یہ آدھے سے زیادہ کام خود کرتی ہے۔ کھانا تو اس نے ہمیں نوکروں کے ہاتھ کا کھانے ہی نہیں دیا اور ماشاءاللہ ذائقہ بھی بہت ہے میری بیٹی کے ہاتھ میں ۔میرا گھر ہر وقت چمکتا رہتا گندگی کا کوئی نشان بھی کہیں نہیں ملتا۔اصل میں یہ ماں کی تربیت ہوتی ہے۔اس کی ماں کم پڑھیں ہوئی ہے لیکن نفاست کوٹ کوٹ کر بھری ہے اس میں اور یہی نفاست اس نے اپنی بیٹی میں ڈال دی اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔" وہ خاتون اپنی بات ختم کر کے معذرت کرتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں کیونکہ عصر کی نماز کا وقت نکل رہا تھا اور میں سناٹوں کی زد میں آ گئی تھی۔ایک ایک کر کے میرے منہ پر طمانچے لگے تھے۔یہ سجا ہوا محل عالیہ کی نفاست کا منہ بولتا ثبوت تھا۔اور ایک وہ گھر تھا جہاں میری غلطی یعنی میری بہو رہتی تھی گھر میں داخل ہو تو ایک ناگوار بو سے استقبال ہوتا تھا جہاں آٹھ آٹھ دن صفائی نہیں ہوتی تھی۔ گندے برتن سنک میں پڑے منہ چڑاتے تھے۔بچے کے ڈائپر بیڈ اور صوفے کے نیچے پڑے ہوتے تھے۔میں ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی تبھی عالیہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی لائی جو انواع واقسام کی چیزوں سے بھری ہوئی تھی۔میں نے بمشکل

کولڈ ڈرنک حلق سے اتاری اور اسے معذرت کرتی ہوئی وہاں سے اٹھ آئی۔ میرے شکستہ قدم من بھر کے ہو رہے تھے۔ گلے میں پھانس سی اٹک گئی تھی۔ کاش کے اس وقت مجھے پوزیشن ہولڈر بہولانے کا خبط نہ ہوتا تو آج یہ ستارہ میرے آنگن میں چمک رہا ہوتا۔ لیکن میرے ڈرائنگ روم میں سجی میری اور میری بیٹی کی ڈگریاں مجھے منہ چڑا رہی تھیں۔ انعامی شیلڈ سے مجھے وحشت ہو رہی تھی۔ لیکن یہ تو اب ساری زندگی کا روگ تھا جو میری جان کو لگ گیا تھا۔ زندگی میرے ساتھ ایسا کھیل جو کھیل گئ تھی۔ سارا قصور زندگی کے سر ڈال کر میں اپنے گھر کو چل دی تھی۔

++++++++

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842